اسلامی نقطہ نظر سے ماحولیاتی نظام کی پائیدار ترقی ایک تحقیقی مطالعہ

Sustainable Environmental Development in Islamic Point of View

*ڈاکٹر ابظاہر خان **شاہد امین

Abstract

In globalization and information age, Sustainable development is a contemporary issue to protect future generations. Islam is not only a religion, but also a guideline for whole life and is based on divine principles of Shari'a that also address sustainable development to mankind. Indeed many values and principles that have been central to Islam are inclined towards prosperity of people and development of society. On other hand Industrial revolution brought a huge destruction on the earth because in capitalist system people are self concerned rather than society. Islamic social responsibility teaches lesson of unity and called a mankind an *ummah (*community*)* and a moderate *ummah*, who is not allowed to make any mischief on the earth. Everything on the earth is gifted by Allah to the mankind and man is the deputy of Allah and become a steward (*khalīfah*) for the earth, now it is his responsibility to save the world from any harm .The main objective of this research is to present the principles and applications of Islam in sustainable development debate especially on ecological aspect.

Key words: Sustainable development, prosperity, *ummah,* ecological

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

**پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی ، مردان

صنعتی انقلاب اور مادی ترقی کی ہوس نے انسان کو مذہب سے بے گانہ کر دیا ہے اور اس کی زندگی کا مقصد فقط معاشی خوشحالی ہے، مادی ترقی کی خواہش میں انسان روحانیت کے میدان میں زبوں حالی کا شکار ہو چکا ہے۔ سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں بے لگام دوڑ اور وسائل کے بے دریغ استعمال نے اس کرہ ارض کے فطری حسن اور ماحولیاتی نظام کو کافی حد تک درہم برہم کر دیا ہے، اسی لیے انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو چکا ہے کہ اگر آج اس نے اپنی اس روش کو تبدیل نہیں کیا، تو آنے والی نسلوں کا مستقبل غیر محفوظ اور تاریک ہو جائے گا، اور آنے والی نسلیں ایک ایسے ماحول میں آنکھ کھولیں گی جو انسانوں کی مادی ہوس کے نتیجے میں بگاڑ کا شکار ہو چکا ہو گا، یہی سوچ اس بات کی عکاس ہے کہ زمین میں ہونے والے فساد اور ماحولیاتی نظام کی تباہی کی اصل وجہ انسان کا وحی الٰہی کی ہدایات سے محروم رہنا ہے، کیونکہ انسان صرف عقل و خرد سے اس نظام کے تمام حقائق نہیں جان سکتا اور نہ خیر و شر ،اور نہ اچھائی و برائی کے معیار متعین کر سکتا ہے، عقل کو شترِ بے مہار چھوڑنے کا نتیجہ ہے کہ آج انسان اس کائنات کے توازن اور حسن کو بگاڑنے پر تلا ہوا ہے، اسی لیے آج انسانی زندگی میں مذہب کی اہمیت پر بات ہو رہی ہے۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ قدرتی ماحول کے بگاڑ اور وسائل کے بے دریغ استعمال نے زمین پر نظام زندگی کو بری طرح متاثر کیا ہے اور انسان کو اس بات پر مجبور کیا ہے کہ وہ پائیدار ترقی (سسٹینبل ڈولپمنٹ) جیسے نظریے کو متعارف کروائے، جس میں سماجی اور معاشی انصاف کا تذکرہ ہے اور اقتصادی میدان میں ایسی ترقی جس سے معاشرے کے تمام افراد کا معیار زندگی بلند ہو کو مقصد بنایا گیا ہے ،اسی کے ساتھ ماحولیاتی نظام کو عدم توازن کا شکار ہونے سے بچانے کی بات ہو رہی ہے ،معاشرے کو فلاحی معاشرہ بنانے کے لیے اور سسٹینبل ڈولپمنٹ کے ان مقاصد کے حصول کے لیے آج لوگ اسلام کے سماجی ،اقتصادی اور ماحولیاتی نظام کا مطالعہ کر رہے ہیں ،اور اس نظام کی طرف آ رہے ہیں جو انسانیت کا واحد نجات دہندہ اور فلاح کا ضامن ہے۔

سسٹینبل ڈولپمنٹ (پائیدار ترقی) سے ایک ایسی حقیقی ترقی مقصود ہے، جو نہ صرف اس دنیا میں رہنے والے تمام طبقات کو خوشحال بنائے بلکہ ان کے مستقبل کو محفوظ بھی بنائے یعنی سٹینبل ڈولپمنٹ کاموں کو بہتر طریقے سے سرانجام دینا ہے کہ حال بھی آسودہ ہو اور مستقبل بھی محفوظ ہو، لیکن کاموں کو مختلف انداز میں کرنے سے ہرگز یہ مراد نہ ہو گی کہ معیار پر سمجھوتہ کیا جائے یا افراد کے معیار زندگی کو گھٹایا جائے۔ سسٹینبل ڈولپمنٹ ایک ایسی سوچ متعارف کروانا ہے کہ جو اجتماعی ہو جس میں معاشرے کے تمام افراد اس دنیا کے وسائل سے مستفید ہو سکیں اور اپنے کاموں کو بحسن وخوبی سرنجام دیں۔

سسٹینبل ڈولپمنٹ کا پس منظر:

عصر حاضر میں مثالی معاشرہ کی تشکیل کے لیے پائیدار ترقی یعنی سسٹینبل ڈولپمنٹ (Sustainable development) کی اصطلاح متعارف ہوئی ہے۔ ۱۹۸۳ میں اقوام متحدہ نے ماحول اور ترقی (Environment and Development) کے لیے Harlem Brundtland[1] کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا، اس کمیشن نے ۱۹۸۷ میں اپنی رپورٹ "Our Common Future" کے نام سے پیش کی، اس میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ اگر انسان نے اپنے موجودہ رہن سہن کے انداز کو نہ بدلا تو عنقریب اس دنیا کا ماحولیاتی نظام بگاڑ کا شکار ہو جائے گا اور انسانیت کو بے شمار مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا، اسی کے ساتھ اس بات پر بھی زور دیا گیا تھا کہ دنیا کے معاشی نظام میں یہ اہلیت ہونی چاہیے کہ وہ لوگوں کی معاشی ضروریات کو پورا کر سکے اور دنیا کے تمام طبقات کے حقوق کا تحفظ ہو اور ان کے درمیان وسائل کی منصفانہ تقسیم ہو سکے، اور ایک ایسی ترقی مطلوب ہے جس میں ہم اپنی موجودہ ضروریات کو اس طرح پورا کریں کہ آنے والی نسلوں کا اپنی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت متاثر نہ ہو، اسی نظریہ کے لیے Harlem Brundtland نے سسٹینبل ڈولپمنٹ Sustainable Development کا نظریہ پیش کیا، اس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی:

Development that meet the needs of the present without compromising the ability of future generation to meet their own needs [2].

۱۹۹۲ میں برازیل کے شہر "رِیُو" میں اقوام متحدہ کے اجلاس میں تمام ممالک نے "حقیقی ترقی" کا خاکہ پیش کیا ہے ایسی ترقی جس میں سماجی، اقتصادی اور ماحولیاتی نظام میں توازن برقرار رکھا جائے۔ اسی کے لیے سسٹینبل ڈولپمنٹ (پائیدار ترقی) کے کئی اہداف مقرر کیے گے، سسٹینبل ڈولپمنٹ اس چیز کا نام نہیں ہے کہ کسی بھی عمل کے نتیجے اور مستقبل میں ہونے والے خطرات کے پیش نظر، آج اپنی ضروریات کو پورا نہ کیا جائے یا سماجی اور اقتصادی میدان میں ترقی نہ کی جائے، مستقبل کی فکر میں حال کو نظر انداز کرنا درست نہیں ہے۔

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے اور اس میں وہ تمام اصول ہیں جن پر عمل کر کے ہم آج بھی ایک فلاحی معاشرہ تشکیل کر سکتے ہیں، آج جدید دور کے مسائل کا واحد حل اسلام کے زریں اصولوں پر عمل کرنے میں ہے۔

سسٹینبل ڈولپمنٹ کے مقاصد اور اسلامی تعلیمات

سسٹینبل ڈولپمنٹ (پائیدار ترقی) کے تین بنیادی مقاصد ہیں جو کہ سماجی عدل، معاشی انصاف اور ماحولیاتی نظام کے تحفظ پر مشتمل ہیں، ان تین بڑے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے سترہ اہداف مقررہ کیے گئے ہیں، ان اہداف کو ۲۰۱۲ء کو اقوام متحدہ کے اجلاس میں پیش کیا گیا ہے، [3] جس فلاحی معاشرے کے قیام کے لیے یہ مقاصد اور اہداف مقرر کیے گیے ہیں، ان کے حصول کا بہترین طریقہ اسلامی تعلیمات اور احکام پر عمل ہے، کیونکہ اسلام ایک فلاحی معاشرے کا بہترین تصور پیش کرتا ہے۔

اسلامی فلاحی معاشرہ

فلاحی معاشرے کا جو تصور اسلام پیش کرتا ہے اس میں معاشرتی عدل اور حقوق عامہ تک ہر انسان کی رسائی ایک بنیادی وصف ہے اور یہی سماجی انصاف اور بنیادی انسانی حقوق کی فراہمی سسٹینبل ڈولپمنٹ کے بھی بنیادی مقاصد ہیں، اللہ تعالی نے انسان کو اس زمین میں اپنا نائب اور خلیفہ بنایا ہے إِنِّي جَاعِلٌ فِي الأَرْضِ خَلِيفَةً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں[4]۔ اب جب انسان کو زمین پر اللہ کا نائب بنایا گیا اور حقیقی ملکیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے تو یہ نائب اپنے آقا کے بتائے ہوئے اصولوں پر ہی چلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے اس دنیا کے وسائل مسخر کیے ہیں اب اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس زمین کو آباد کرے اس میں ترقیاتی اقدامات کرے لیکن یہ اقدامات قرآن وسنت کے احکامات کے مطابق ہوں اور ان وسائل کا استعمال بے جا نہ ہو کہ آنے والی نسلوں کو ان سے محروم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو پیدا کیا اور زمین کو آباد کیا[5] تاکہ وہ اس زمین میں اصلاح کرے[6] اور امن قائم کرے اور بحیثیت خلیفہ اس زمین کا محافظ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو وہ وسائل جن سے اس کی بنیادی ضروریات پوری ہوتی ہیں، یکساں فراہم کیں ہیں مثلاً پانی، ہوا، جنگلات وغیرہ۔ اسلامی نظام حیات میں نہ صرف فرد ایک پر امن اور خوشحال زندگی بسر کرتا ہے بلکہ اس میں قدرتی نظام کا بھی تحفظ ہے، سسٹینبل ڈولپمنٹ کے مقاصد میں سے ماحولیاتی نظام کو عدم توازن کا شکار ہونے سے بچانا ہے اور وہ تمام اقدامات جو قدرتی ماحول کے تحفظ کے لیے ضروری ہیں ان کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ اسلامی فلاحی نظام میں معاشی سرگرمیوں کو بہت اہمیت حاصل ہے، دولت کی متوازن تقسیم[7]، روزگار کی فراہمی اور معاشرے کے تمام طبقات کی بنیادی انسانی ضروریات کا بطریقِ احسن پورا ہونا اسلامی معاشی نظام کا اولین مقصد ہے اور اسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے آج سسٹینبل ڈولپمنٹ کی اصطلاح استعمال ہو رہی ہے گویا یہ وہی بات ہے جس کی ترویج اسلام چودہ سو سال سے کر رہا ہے۔

سسٹینبل ڈولپمنٹ کے تین بنیادی مقاصد میں سے ایک ماحولیاتی نظام کا تحفظ ہے کہ انسان جس ماحول میں رہ رہا ہے وہ اس کی تمام بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو، انسان کا ارد گرد اس کا ماحول کہلاتا ہے، ایسی تمام سرگرمیاں جو ہمارے ارد گرد کو نقصان پہنچاتی ہیں ماحولی آلودگی کہلاتی ہیں، اسلام ماحولیاتی نظام کے تحفظ اور اس کو ہر قسم کی آلودگی سے بچانے کی ترغیب دیتا ہے۔

اسلام اور ماحول کا تحفظ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک صالح نظام حیات کے ساتھ اس دنیا میں بھیجا تھا اور یہ صالحیت اسے بتدریج حاصل نہیں ہوئی بلکہ اس کی زندگی کی ابتدا ہی صلاح سے ہوئی تھی اور بعد میں انسان نے اس درست نظام کو اپنی حماقتوں اور کوتاہیوں سے بگاڑنا شروع کیا اور زمین میں فساد پھیلایا، زمین کے انتظام میں اصل چیز صلاح ہی ہے نہ کہ فساد۔ اسی لیے حق تعالیٰ کا اپنے بندے سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ زمین میں فساد نہ پھیلائے لَا

لاتُفسِدُوا فِي الاَرضِ بَعدَ اِصلَاحِهَا اِن كُنتُم مُومِنِينَ [8]

ترجمہ: اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد برپا مت کرو۔

جدید دور میں ہونے والی تبدیلیوں نے انسان کے لیے نت نئے مسائل کھڑے کر دیے ہیں، ایک طرف سائنس، صنعت اور زراعت کے شعبوں میں ترقی اور دوسری طرف معاشرتی، اقتصادی اور ماحولیاتی مسائل کا انبار لگا ہوت ہے، انسان نے ترقی کے نام پر اس دنیا کے وسائل کا بے دریغ استعمال کیا ہے، اسلام میں وسائل کے معتدل استعمال پر بھرپور زور دیا گیا ہے۔

قدرتی وسائل کے استعمال میں توازن

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو وقت مقررہ کے کے لیے بنایا ہے اور اس کی چیزوں کو انسان کے لیے مسخر کر دیا ہے، انسان کو مخدوم کائنات بنایا ہے تاکہ ان سے استفادہ کر سکے اور اپنی ضروریات پوری کر سکے، حق تعالیٰ نے ان وسائل کو اپنی نعمت قرار دیا ہے اور اس کائنات کی ہر چیز کو حکمت و مصلحت کے مطابق اندازے سے بنایا ہے۔ یہ وسائل انسان کو بقدر ضرورت مہیا کیے گئے ہیں، تمام اشیاء کیفیت

اور کمیت دونوں کے اعتبار سے لگے بندھے ہیں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔اِنَا خَلَقنٰہ بِقَدَر یعنی ہم نے ہر چیز کو ایک خاص اندازہ و مقدار کے ساتھ بنایا ہے[9]۔مزید ارشاد فرمایا اَلَّذِی خَلَقَ فَسَوٰی وَ الَّذِی قَدَّرَ فَھَدٰی یعنی اللہ کی ذات وہ ہے جس نے تخلیق کی اور تسویہ کیا اور وہی ہے جس نے تقدیر بنائی یعنی ایک خاص اندازہ مقرر کیا اور رہنمائی فرمائی[10]،یعنی مناسب ماحول ہر جاندار کو دیا ہے جس میں اس کی ضروریات کے مناسب بندوبست کیا گیا ہے۔ سورۃ عبس میں ارشاد فرمایا خَلَقَہ فَقَدَّرَہ اور وہی ہے جس نے اس کو یعنی انسان کو بنایا اور اس کی تقدیر مقرر کی[11]، انسان کی تخلیق،اس کی جسمانی ساخت بلکہ کل کائنات میں ایک توازن قائم رکھا گیا ہے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر دلالت کرتی ہے۔مزید ارشاد فرمایا وَخَلَقَ کُلَّ شَیءٍفَقَدَّرَہ تقدیرا ہم نے ہر چیز کی تخلیق کی اور پھر ٹھیک کیا اس کو ناپ کر[12]۔

اللہ تعالیٰ کائنات کے تمام نظام کو ایک نظم کے تحت چلا رہے ہیں:

اَللّٰہ یَعلَمُ مَا تَحمِلُ کُلَّ اُنثٰی وَ کُلَّ شَیءٍعِندَہ بِمِقدَار[13]

ترجمہ : اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور ہر چیز کے لیے اس کے ہاں اندازہ مقرر ہے ،اس کائنات میں ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا گیا ہے۔

ھُوَ الَّذِی خَلَقَکُم مِن طِینٍ ثُمَّ قَضٰی اَجلا وَاَجَل مُسَمًّی عِندَہ [14]

ترجمہ : وہی اللہ ہے جس نے تمھیں گیلی مٹی سے پیدا کیا، پھر ایک میعاد مقرر کر دی اور ایک متعین میعاد اسی کے پاس ہے۔

انسان نے ایک وقت مقررہ کے لیے اس دنیا میں رہنا ہے اس کا قیام عارضی ہے اسی لیے اس کو جو وسائل فراہم کیے گئے ہیں وہ بھی محدود ہیں، مگر اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی ہیں۔

قرآنی آیات سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اللہ تعالی نے اس کائنات اور اس میں موجود تمام اشیاء کو ایک خاص وقت تک کے لیے وجود بخشا ہے اور ماحولیاتی نظام کے وسائل بھی محدود ہیں لہذا ان کو ضائع کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔انسان کی حیثیت اس دنیا میں متعین ہے کہ وہ اللہ کا نائب ہے اور اللہ

نے بہت سی چیزوں بطور امانت اسے دی ہیں اور ان پر اسے تصرف عطاء کیا ہے لیکن ان کے استعمال میں اعتدال سے کام لے گا حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعتَدِينَ [15]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ حد سے گزر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس امت کو اللہ تعالی نے امت وسط کا خطاب دیا ہے، ایک ایسی امت جو معتدل ہے حدود سے تجاوز نہ کرنے والی امت وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُم اُمَّةً وَّسَطًا [16]. امت وسط کا مفہوم بہت وسیع ہے کسی دوسری زبان میں اس کا کماحقہ ترجمہ نہیں کیا جا سکتا، اس سے مراد ایسا اشرف اور اعلیٰ گروہ جو عدل و انصاف اور توسط کی روش پر قائم ہو، ہر اعتبار اور غایت سے اعتدال پر ہو اور افراط و تفریط سے پاک ہو اور یہی صفت عدل ہے جو انسان کی تکریم اور فضیلت کا باعث ہے اور یہ اعتدال اس کی زندگی کے تمام شعبوں میں نمایاں نظر آنا چاہیے۔ معاشرتی اور تمدنی اعتدال جس میں انسانی حقوق کا تحفظ ہو، حق و ناحق کی پہچان ہو، اقتصادی اور مالی اعتدال بھی مقصود ہے صرف ذاتی منافع اور مادی ترقی کو مطمح نظر نہیں بنانا چاہیے، مقصد حیات زر و جواہر کے انبار لگانا نہ ہوں اور انسانی شرافت اور عزت کا معیار مال و دولت کو نہیں بنانا چاہیے چنانچہ اسلام نے دولت کی تقسیم کے ایسے سنہری اصول بنائے ہیں کہ کوئی بھی فرد معاشرے میں ضروریات زندگی سے محروم نہ رہے گا، اسی طرح اس امت سے ماحولیاتی نظام کا تحفظ اور اس کے وسائل کا میانہ رو استعمال کا مطالبہ ہے۔

اسلام میں جدت کا تصور

نئی ایجادات اور تعمیرات کے لیے شریعت نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی روشنی میں یہ اصول مرتب کیا ہے کہ کسی کام کی مشروعیت اس سے حاصل ہونے والے نتائج پر منحصر ہے، صنعت، زراعت یا سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں ہونے والی نئی ایجادات، جن سے معاشرے کو فائدہ پہنچے اور لوگوں کا معیار زندگی بلند ہو، قابل ستائش ہیں اور عام طور پر ایجادات کا مقصد بھی انسان کی زندگی کو آسان بنانا ہے اور اس کو مصائب و آلام سے بچانا ہے اور یہ سوچ شریعت کی رو سے مستحسن

ہے کہ کسی انسان کی تکلیف کو دور کیا جائے اور اس کے لیے آسانیاں پیدا کرنا اللہ کے نزدیک محبوب عمل ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

مَن اَحبِّ الاَعمَالِ اِلَی اللهِ اِدخَالُ السُّرُورِ عَلٰی المُسلِمِ اَو اَن تُفرِضَ عَنه غَمًا اَو تُقضِیَ عَنه دَینًا اَو تُطعِمَه مِن جُوعٍ [17] اور ایک اور جگہ ارشاد فرمایا اَحَبُّ النَاسِ اِلَی اللهِ اَنفَعُھُم لِلنَّاسِ [18]۔ اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ زیادہ محبوب ہیں جو لوگوں کو نفع پہنچاتے ہیں۔

اگر یہ صنعت و حرفت کی ترقی انسانیت کے لیے باعث وبال ہو، تو ناقابل قبول ہے، جیسا کہ صنعتوں کے قیام سے ماحولیاتی نظام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے، فضا آلودہ ہو رہی ہے، صاف پانی ناپید ہو گیا ہے، شور وغل میں اضافہ ہوا، الغرض ہر قسم کی آلودگی پھیل رہی ہے، کرہ ارض کے درجہ حرارت میں نمایاں تبدیلی واقع ہو رہی ہے، گلوبل وارمنگ(global warming) اور climate change جیسی اصطلاحات سامنے آ رہی ہیں، اوزون (ozone layer) جو کہ سورج کی خطرناک شعاعوں کو زمین پر آنے سے روکتے ہیں اس کو کافی نقصان پہنچ چکا ہے، لہذا ایسی ترقی جس کا فائدہ صرف چند لوگوں کو ہو اور اکثریت کو نقصان پہنچے شریعت کی رو سے قابل مذمت ہے۔ ماحول کے بنیادی عناصر پانی، ہوا اور زمین کی موجودہ صورت حال اور شرعی نقطہ نگاہ سے اس کی حفاظت کا جائزہ لیتے ہیں۔

فضائی آلودگی

انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ایک صاف ستھری ہوا اور فضا بھی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں انسانی ضروریات کو پیش نظر وسائل عطا کیے ہیں، ہوا ہر جاندار کی بنیادی ضرورت ہے، ہوا کے بغیر کسی بھی جاندار کی بقا ممکن نہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نعمت کو عام رکھا اور ہر امیر غریب، انسان حیوان تک اس کی پہنچ کو ممکن بنایا۔ انسان نے صنعتی انقلاب کے نتیجے میں اس فضا کو بھی گدلا کر دیا ہے اور اس وقت انسانیت کو جن اہم چیلنجوں کا سامنا ہے ان میں سے ایک فضائی آلودگی بھی ہے، کرہ ارض کے درجہ حرارت میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے، اور اس غیر معمولی اضافے کے لیے گلوبل وارمنگ(global warming) کی اصطلاح استعمال کی جا رہی ہے، کارخانوں اور

گاڑیوں سے خارج ہونے والی زہریلی گیسس بڑی تعداد میں فضا میں جمع ہو رہی ہیں اور ان کی تہ دن بدن موٹی ہوتی جا رہی ہے، یہ سورج سے حرارت کو جذب کر رہی ہیں جس کے نتیجے میں کرہ ارض کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے، اس کی وجہ سے زمین کے ماحولیاتی نظام میں کئی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں، ان میں نمایاں موسمی تبدیلی (climate change) ہے، عصر حاضر میں اس موسمی تبدیلی کو ماحولیاتی نظام کا سب سے بڑا مسئلہ قرار دیا گیا ہے اور رفتہ رفتہ سائنسدان انسانی زندگی پر اس کے اثرات سے واقفیت حاصل کر رہے ہیں، اس تبدیلی کا اثر زراعت، ماحول، توانائی اور سب سے بڑھ کر انسانی صحت پر رونما ہو رہے ہیں، نت نئی بیماریوں کی ایک وجہ درجہ حرارت کا تیزی سے بڑھنا ہے جس کے نتیجے میں شرح اموات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے[19] فضائی آلودگی کی بنیادی وجہ کارخانوں اور گاڑیوں سے (CO_2) گیس کا فضا میں جمع ہونا ہے۔ اسی لیے آج تقریبا تمام ممالک میں ایسے قوانین بنائے جا رہے ہیں جن کی مدد سے صنعت کاروں کو اس بات کا پابند بنایا جائے گا کہ وہ ماحول دوست صنعتوں کو فروغ دیں۔

شریعت نے بھی صاف فضا کو انسان کا بنیادی حق قرار دیا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کو عام رکھا ہے اور یہی ہوائیں بادلوں کو لیے پھرتی ہیں اور باران رحمت سے مردہ زمین آباد ہوتی ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِی یُرسِلُ الرِّیَاح بُشرًا بَینَ یَدَی رَحمَتِه [20]

ترجمہ اور وہی اللہ ہے جو اپنی رحمت (بارش) کے آگے آگے ہوائیں بھیجتا ہے جو (بارش) کی خوشخبری دیتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی ماحول کو آلودہ کرنے کی ممانعت فرمائی ہے اور ایسی جگہوں پر جہاں لوگوں کی بھیڑ ہو وہاں پر بدبو پھیلانے سے منع فرمایا ہے، اسی لیے مسجد میں آنے والوں کو پیاز اور لہسن نہ کھانے کی تاکید فرمائی ہے۔

مَن اَکَلَ الثُومَ اَو البَصَلِ مِنَ الجُوعِ اَو غَیرَہ فَلَا تَقرَبَّنَ مَسجِدَنَا[21] تم میں سے جو لہسن یا پیاز کھائے چاہے بھوک کی حالت میں یا بغیر بھوک کے، وہ مسجد میں نہ آئے۔

آبی الودگی

پانی کو اللہ تعالیٰ نے اصلِ حیات اور سببِ حیات بنایا ہے اور اسی سے زندگی کا آغاز کیا ہے:

وَ جَعَلنَا مِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَیء حَیّ-اور ہم پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے[22] .ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: وَاللّٰہِ خَلَقَ کُلَّ دَابَّۃمِّن مَّآء فَمِنۡہُم مَن یَّمشِی عَلٰی بَطنِہ ،وَمِنۡہُم مَن یمَّشِی علَیٰ رِجلَیَن ،وَمِنۡہُم مَن یَّمشِی عَلٰی اَربَع[23]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، کچھ وہ ہیں جو دو پاوں پر چلتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو چار پر چلتے ہیں۔

پانی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ۶۱ دفعہ پانی کا ذکر کیا ہے۔ پانی انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے، نہ صرف انسان کی تخلیق میں پانی کا عمل دخل ہے بلکہ اس کی بقا بھی پانی کے بغیر ناممکن ہے۔اس کی معیشت، زراعت اور صنعت پانی ہی سے وابستہ ہے۔ کرہ ارض کا حسن پانی ہی کی بدولت ہے ورنہ زمین بنجر اور کھیت کھلیاںاور باغات ویران ہو جائیں۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَم تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآء فَتُصبِحُ الاَرضُ مُخضَرَّۃ :یا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور اس کی بدولت زمین سر سبز ہو جاتی ہے[24] ۔ کرہ ارض کے سبزہ زار، کھیت کھلیان اور باغات پانی ہی سے سیر اب ہو کر زمین میں آباد انسان، چرند پرند سب کے لیے رزق کا وسیلہ بنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کرہ ارض پر انسانی ضروریات کے پیش نظر پانی کے وسیع ذخائر پیدا کیے ہیں۔موجودہ تحقیق کے مطابق اس وقت پانی سمندروں، گلیشیر، زیر زمین چشموں اور ندی نالوں کی شکل میں موجود ہے۔ 97.5% پانی سمندروں میں ہے جو کہ کھارا ہے، میٹھا پانی 2.5% ہے اور یہ گلیشیر، زیر زمین ذخائر اور جھیلوں وغیرہ پر مشتمل ہے۔پانی کے ذخائر انسانوں کی بدانتظامی اور غیر ضروری استعمال کی

وجہ سے دن بدن کم ہوتے جارہے ہیں، صنعتوں کے پھیلاو، دیہاتوں سے شہروں کی طرف آبادی کے رخ اور پر تعیش طرز زندگی نے ان مسائل میں مزید اضافہ کیا ہے،اور نہ صرف پانی کا غیر ضروری استعمال ہورہا ہے بلکہ پانی کو آلودہ بھی کیا جا رہا ہے ۔ گلوبل وارمنگ(global warming)، موسمیاتی تبدیلی(climate change)اور درختوں کے بے دریغ کٹائی کی وجہ سے گلیشیر تیزی سے کم ہورہے ہیں، بارشیں وقت پر نہیں ہورہی ہیں، سیلاب اور طوفانوں کی وجہ سے میٹھے پانی کا ضیاع ہورہا ہے۔ماحولیاتی میدان میں پانی کی کمی اور اس کی آلودگی سے نمٹنا ایک چیلنج ہے[25]۔

پانی کی اس اہمیت کے پیش نظر اسلام اپنے ماننے والوں کو پانی کے مناسب استعمال اور اس کی حفاظت پر زور دیتا ہے۔ایک مسلمان کو اپنے دین فرائض کی ادائیگی کے لیے پانی کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے اور ایسا پانی جو رنگ، بو اور ذائقہ تینوں اوصاف کے لحاظ سے صاف ہو۔یہی ضرورت مسلمان کو پانی کی حفاظت پر مجبور کرتی ہے۔قرآن مجید میں ضرورت سے زائد خرچ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے، ارشاد ہے۔

كُلُوا وَ اشرَبُوا وَلَا تُسرِفُوا اِنَّه لَا يُحِبُّ الْمُسرِفِينَ[26]

ترجمہ: کھاو اور پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو، بے شک اللہ تعالٰی حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔كُلُوا وَ اشرَبُوا وَلَا تُسرِفُوا مِن رِّزقِ اللهِ وَلَا تَعثَو ا فِى الاَرضِ مُفسِدِينَ

ترجمہ: اللہ کا دیا ہوا رزق کھاو اور پیو، اور زمین پر فساد مت پھیلاو[27]۔

اللہ تعالٰی کو انسان کی خستہ حالی عزیز نہیں ہے بلکہ اللہ تعالٰی چاہتے ہیں کہ اس کے عطا کردہ نعمتوں کو استعمال کیا جائے کیونکہ یہ چیزیں اسی انسان کے لیے پیدا کیں ہیں لیکن ان کا بے جا استعمال ممنوع ہے ،رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

اَنَّ رَسُولُ اللهِ مَرَّ بِسَعد وَ هُوَ يَتَوَضَّاَ فَقَالَ مَا هَذاالسَّرفُ فَقَالَ اَفِى الوُضُو اسرَاف قَالَ نَعَم وَ اِن كُنتَ عَلىٰ نَهر جَار[28]

ترجمہ: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کا گزر سیدنا سعدؓ پر ہوا، وہ وضو کر رہے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا یہ کیا اسراف کر رہے ہو تو انہوں نے عرض کیا کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اگرچہ تم بہتی نہر کے کنارے ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح شریعت نے پانی کو آلودہ کرنے کی سے منع کیا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

لَا يَبُولَنَّ اَحَدَكُم فِي المَاءِ الدَّائِمِ الَّذِى لَا يَجرِى ثُمَّ يَغتَسِلُ فِيه تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے[29]۔

یہ امر بالکل واضح ہے کہ پانی کے اہمیت دین اسلام میں مسلمہ ہے اور اس کی حفاظت اور معتدل استعمال پر بڑا زور دیا گیا ہے۔

زمین کی آبادکاری:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو آباد کرنے کے لیے اس اس زمین کو پیدا کیا

هُوَ الَّذِى اَنشَاَكُم مِنَ الاَرضِ وَ استَعمَرَكُم فِيهَا[30]

ترجمہ: اسی نے تم کو زمین میں پیدا کیا اور اس میں تمہیں آباد کیا، انسان کی بحیثیت خلیفہ یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس زمین کی حفاظت کرے، اسے آباد کرے۔ قدرتی ماحول کی سرسبز و شادابی ایک صحت مند معاشرے کی ضرورت ہے اور اس ضرورت کا ادراک کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان تمام اقدامات کو سراہا ہے جو عمومی ماحول کو تروتازہ بنائے۔ درخت، پودے اور سبزہ ہماری فضا کو نکھارتی اور صاف ستھرا بناتے ہیں، اسی لیے درختوں کی افزائش کو ایک مستحسن عمل قرار دیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

مَا مِن مُسلِمٍ يَغرِسُ غَرسًا اَو يَزرِعُ زَرعًا فَياكُلُ مِنه طَيرًا اَو اِنسَان اَو بَهِيمَة اِلّا كَانَ لَه صَدَقَة[31]

ترجمہ: جو مسلمان کوئی درخت یا کھیتی اگاتا ہے، جس سے کوئی پرندہ یا انسان یا حیوان کھاتا ہے، تو یہ بھی اس کے لیے باعث ثواب ہے۔

بنجر اور بے آباد زمینوں کی بحالی کے لیے شریعت نے یہ اصول وضع کیا ہے کہ جو شخص ایسی زمین کو جو کہ کسی کی ملکیت نہ ہو اسے آباد کرے وہ اس کا مالک تصور ہو گا۔

گذشتہ مضمون کا حاصل یہ ہوا کہ معاشرے کی پائیدار ترقی کے لیے ماحولیاتی نظام کا تحفظ ہر انسان کی ذمہ داری ہے، جس سے نہ صرف خود مستفید ہو سکتا ہے، بلکہ سارا ماحول، معاشرہ پر امن اور خوشحال ہو گا۔ یہی تصور قرآن وحدیث میں توازن، اعتدال، تقدیر اور میانہ روی وغیرہ مختلف انداز اور متعدد اسالیب کے ساتھ کئی ایک مواقع پر استعمال ہوا ہے، کیونکہ اسلامی معاشرہ ہی تہذیبوں کے تصادم میں ایک ایسی ماحولیاتی نظام کے بقاء کی تعلیم دیتی ہے، جو بنی نوع انسان، درند، پرندو چرند کی نہ صرف حفاظت کرتا ہے، بلکہ اس کے لیے ایک بہترین نظام بھی مہیا کرتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ہیلم برنڈٹ (Harlem Brundtland) ۲۰ اپریل ۱۹۳۹ کو پیدا ہوئیں۔ آپ تین دفعہ ناروے کے وزیر اعظم رہیں، اقوام متحدہ میں صحت اور ماحول سے متعلق مختلف ذمہ داریاں نبھائیں۔ نظریہ سسٹینبل ڈولپمنٹ (sustainable development) کی بانی ہیں۔
https://en.wikipedia.org/wiki/Gro_Harlem_Brundtland

[2] http://www.iisd.org/topic/sustainable-development

[3] www.uncsd2012.org

[4] القرآن: البقرۃ ۳۰

[5] هو انشاكم من الارض واستعمركم فيها فاستغفروه ثم توبوا اليه ان ربي قريب مجيب اسی نے تم کو زمین میں پیدا کیا اور اس میں تمہیں آباد کیا (سورۃ ھود ۶۱)

[6] اعراف ۸۵

[7] کی لا یکون دولة بين الاغنياء منكم سورۃ الحشر ۲

[8] القرآن: الاعراف ۸۵، تفہیم القران ص ۳۴ ج ۲

[9] القرآن: القمر ۴۹

[10] لقرآن: الاعلی ۲،۳

[11] لقرآن: عبس ۱۹

[12] لقرآن: الفرقان ۲

[13] لقرآن: الرعد ۸

[14] لقرآن: الانعام ۲

[15] لقرآن: البقرۃ ۱۹۰

[16] لقرآن: البقرۃ ۱۴۳

[17] الزھد والرقائق لابن المبارک، عبداللہ بن مبارک، ص ۲۳۹، ج ۱، دار الکتب العلمیۃ

[18] المعجم الاوسط، سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی، ص ۱۳۹، ج ۶، دار الحرمین القاہرہ۔

[19] http://www.nrdc.org/globalwarming/climatebasics.asp

[20] سورۃ الاعراف ۵۷۔

[21] صحیح البخاری، ص ۱۷۰، ج ۱۔

[22] لقرآن: الانبیاء ۳۰

[23] لقرآن: النور ۴۵

[24] لقرآن: الحج ۶۳

[25] http://www.greenfacts.org/en/water-resources/

[26] لقرآن: الاعراف ۳۱

[27] لقرآن: البقرہ ۶۰

[28] سنن ابن ماجہ ص ۱۴۷، ج ۱

[29] صحیح البخاری، ص ۵۷، ج ۱

[30] لقرآن: ھود ۶۱

[31] صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل، کتاب المزارعت، باب فصل الزرع والغرس اذا اکل منہٖ۔ ص ۱۰۳، ج ۳۔